۱۵/۱۱/۲۸ھ
۳/۱۲/۲۸ھ

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

۷۹/۴۹۶-۴۹۸

ضیاء الرحمن ملک

۔ کیا فرماتے ہیں علماء شرع متین درج ذیل مسائل کے جواب میں ۔

۱ نماز کا فدیہ کتنا ہے؟
اگر کوئی شخص اپنے مرحوم والد کی نمازوں کا فدیہ ادا کرنا چاہے وہ اپنے بھائی کو تیار کرے کہ میں تمہیں اپنے والد کی نماز کا فدیہ دیتا ہوں تم مجھکو ہدیہ کردینا وہ ایسے کرتا ہے ۔ دونوں بھائی بار بار مسلسل ایسا کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کے والد کی جتنی نمازیں باقی ہوتی ہیں ان سب کا فدیہ ادا کر دیتے ہیں ۔ ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟ اس حال میں موجودہ دور میں ایسا ہونا بھی نادر ہے ۔ کہ تبرعاً اپنے والدین کی نمازوں کا فدیہ ادا کریں۔

۲ درختوں سے گرے ہوئے پھل مملوکہ زمین / یا غیر مملوکہ زمین میں بغیر اجازت کے اٹھا کر کھانا کیسا ہے؟ کیا یہ اجازت متعارفہ میں داخل ہیں؟ ۔

۳ "ماء کثیر" کے بارے میں جو امام محمدؒ کا قول "دہ در دہ" کا، کیا اس قول سے انہوں نے رجوع کرلیا تھا؟ نیز شیخین کا جو مسلک ہے کہ "مبتلیٰ بہ کی رائے پر اس معاملے کو چھوڑ دیا جائے" اس رائے کا کیا معیار ہے کیا پیمانہ ہے؟ جو شخص مجبوری میں ہے اس کیلئے تو جتنا پانی بھی ملے ایک گیلن دو گیلن وہ کثیر ہی ہے۔

المستفتی : محمد راشد ڈسکوی
۱۵ ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ

---x---x---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
الجواب حامداً ومصلیاً

۱۔ (الف) ایک نماز کا فدیہ نصف صاع (تقریباً پونے دو سیر) گندم ہے۔ اور وتر مستقل نماز شمار ہوگی یعنی ہر دن کیلئے چھ نمازوں کا فدیہ ادا کرنا ہوگا۔

(ب) صورت مسئولہ میں ذکر کردہ "حیلہ اسقاط" کی صورت بدعت وناجائز ہے۔ حضرات فقہاء نے صرف ایسے شخص کیلئے "حیلہ اسقاط" تجویز فرمایا تھا کہ اس کی کچھ نمازیں فوت ہوگئی ہوں، اور وہ ان کی قضا بھی نہ کرسکا ہو کہ زندگی سے مایوسی پیدا ہوگئی، اور اس وقت اس نے وصیت کی ہو کہ میرے ذمہ اتنی نمازیں ہیں جن کا فدیہ ادا کیا جائے، اور اس نے ترکہ میں مال چھوڑا ہی نہ ہو یا اتنا چھوڑا ہو کہ اس کے ثلث سے اس کے تمام نمازوں کا فدیہ ادا نہ ہوسکے، تو اس صورت میں جتنی مقدار میں گندم یا اس کی رقم کا اس کا ترکہ متحمل

(جاری ہے...)

Scanned by CamScanner

ہو تو وہ گندم یا رقم اس کا وارث کسی فقیر کو دے دے، اور پھر فقیر یہ رقم یا گندم وارث پر لوٹا دے یہی سلسلہ چلتا رہے حتیٰ کہ اس کی تمام نمازوں کا کفارہ ادا ہو جائے۔ اور آخری مرتبہ یہ گندم یا رقم اس فقیر کی ملک ہو جائے گی جس نے اس کو قبول کیا۔

۲۔ درختوں سے گرے ہوئے پھلوں کی مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ہوگی بالترتیب ہر ایک کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

(الف) اگر وہ پھل باغ میں ہوں، اور جلد خراب ہونے والے نہ ہوں جیسے: اخروٹ وغیرہ تو مالک کی اجازت کے بغیر اٹھانا جائز نہیں، اور اگر پھل جلد خراب ہونے والے ہوں تو بھی بعض کے نزدیک یہی حکم ہے، لیکن راجح یہ ہے کہ اسے کھا سکتا ہے۔

(ب) وہ پھل اگر دیہات میں ہوں تو جلد خراب ہونے والے پھلوں کو کھانے کی اجازت ہے، الا یہ کہ مالک کی طرف سے ممانعت معلوم ہو، اور اگر جلد خراب ہونے والے نہ ہوں تو اس کا کھانا جائز نہیں۔

(ج) اگر وہ پھل شہر میں ہوں تو ان کا کھانا جائز نہیں مگر یہ کہ مالک کی طرف سے صراحۃ یا دلالۃ بطور عادت کے اجازت موجود ہو۔

۳۔ جی ہاں! احناف کا اصل مذہب تو "رائے مبتلی بہ" والا ہی ہے لیکن چونکہ بعض لوگ ذی رائے نہیں ہوتے یا قلیل و کثیر کی تعیین کا ملکہ بالکل نہیں ہوتا تو اس وجہ سے فقہاء و مشائخ نے "دہ در دہ" کا قول اختیار کیا ہے۔

۱۔ "إذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة فأوصى بأن تعطى كفارة صلواته يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع ..... من ثلث ماله وإن لم يترك مالا يستقرض ورثته نصف صاع ويدفع إلى مسكين ثم يتصدق المسكين على بعض ورثته ثم يتصدق ثم وثم حتى يتم لكل صلاة ما ذكرنا، كذا في الخلاصة.

(الهندية، الصلاة، الباب الحادي عشر: ۱/۱۲۵، رشيدية)

۲۔ (وكذا في الشامية، إسقاط الصلاة عن الميت: ۲/۶۴۳، رشيدية)

۳۔ "ويجب الاحتراز من أن يلاحظ الوصي عند دفع الصرة للفقير الهزل أو الحيلة، بل يجب أن يدفعها عازما على تمليكها منه حقيقة لا تحيلا ملاحظا أن الفقير إذا أبى عن هبتها إلى

(جاری ہے.....)

الوصي كان له ذلك ولا يجبر على الهبة. ويجب أن يحترز عن

كسر خاطر الفقير بعد ذلك بل يرضيه بما تطيب به نفسه"

(رسائل ابن عابدين، منة الجليل لبيان إسقاط...، ص: ٢٢٥، سهيل اكيدمى)

٤ - "وحاصل ما في شرحها من الخانية وغيرها: أن الثمار إذا كانت

ساقطة تحت الأشجار، فلو في المصر لا يأخذ شيئا منها ما لم يعلم أن

صاحبها أباح ذلك نصا أو دلالة؛ لأنه في المصر لا يكون مباحا

ولا يفسد كالجوز واللوز

عادة. وإن كان في البستان، فلو الثمار مما يبقى لا يأخذه ما لم يعلم الإذن

ولو مما لا يبقى. فقيل كذلك، والمعتمد أنه لا بأس به إذا لم يعلم النهي

صريحا أو دلالة أو عادة. وإن كان في السواد والقرى، فلو الثمار مما يبقى

لا يأخذ ما لم يعلم الإذن ولو مما لا يبقى. اتفقوا على أن له الأخذ ما لم

يعلم النهي"

(الشامية، كتاب اللقطة: ٦/٤٣٦، رشيدية)

٥ - (وكذا في الهندية، كتاب اللقطة: ٢/٢٩٠، رشيدية)

٦ - "فثبت بهذه النقول المعتبرة عن مشايخنا المتقدمين

مذهب إمامنا الأعظم أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد - رضي الله عنهم أجمعين -

فتعين المصير إليه. وأما ما اختاره كثير من مشايخنا المتأخرين بل عامتهم

كما نقله في معراج الدراية من اعتبار العشر في العشر فقد علمت أنه ليس

مذهب أصحابنا، وإن محمدا وإن كان قدر به، رجع عنه ..... لما كان

مذهب أبي حنيفة التفويض إلى رأي المبتلى به، وكان الرأي يختلف

بل من الناس من لا رأي له اعتبر المشايخ العشر في العشر توسعة

وتيسيرا على الناس"

(البحر الرائق، الطهارة: ١/١٣٨، ١٣٩، رشيدية)

(جاري ....)

Scanned by CamScanner

٧ - "(ولا يجوز الوضوء ..... (بماء دائم) ..... (إن لم يكن عشرًا في عشر)

..... ثم هذا، أعني: اعتبار العشر هو مختار عامة المتأخرين..... وقال الكرماني: أيضًا: إنه الظاهر عن محمد إلا أن المصرح به في غير موضع أن الظاهر عن الإمام وهو الصحيح التفويض إلى رأي المبتلى به..... وأنت خبير بأن اعتبار العشر أضبط، ولا سيما في حق من لا رأي له من العوام؛ فلذا افتاه الأئمة الأعلام".

(النهر الفائق، الطهارة: ١/ ٧٤، رشيدية). فقط.

والله أعلم بالصواب

كتبه: فداء الرحمن كوهستاني

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

٦ / ١٢ / ١٤٢٨هـ

الجواب صحيح

الجواب صحيح

٢٥/١٢/٢٨هـ

جامعة فاروقية
دار الإفتاء
شاه فيصل كالونی نمبر ٤ كراچی (پاكستان)